

Article:

فلسطين: تاریخی تناظر میں تحقیقی جائزہ

Authors &

¹ Mudassir Iqbal

Affiliations:

PHD Research Scholar, Institute Of Islamic Studies and Shariah,
MY University Islamabad.

Email: iqbalmudassir428@gmail.com

<https://orcid.org/0009-0009-8601-1926>

Published:

15-10-2023

Article DOI:

<https://doi.org/10.5281/zenodo.10456535>

Citation:

Mudassir iqbal, Mudassir iqbal. 2023. "A : فلسطين : تاریخی تناظر میں تحقیقی جائزہ A". AL MISBAH RESEARCH JOURNAL, October, 44-55.

Copyright's info:

Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

Published By:

Research Institute of Culture and Ideology,
Islamabad.

Indexation's



EuroPub



REINCI

فلسطین: تاریخی تناظر میں تحقیقی جائزہ

Palestine: A Research Review in Historical Perspective

*Mudassir Iqbal

ABSTRACT

The ongoing strife between Israel and Palestine has woven a grim narrative of suffering and loss for over seven decades. For 75 years, the blood of Palestinians is being shed with great cruelty. Each day, the Palestinian people endure unimaginable hardships, facing forced migration and enduring the constant threat of losing their homes, their businesses, and the very essence of their identity. Their children, the hope for a brighter future, are subjected to unspeakable horrors, leaving scars that may never heal. Amidst this turmoil, the world remains a silent spectator, turning a blind eye to the egregious violations of human rights in Palestine. Governments falter in their responsibility to address this humanitarian crisis, leaving the fate of an entire populace hanging in the balance. Therefore, it is the need of the hour that the historical status of Palestine.

KEY WORDS: Palestine, Israel, migration, violations, Governments.

تمہید:

فلسطین اور اس کا قرب و جوار وہ مقدس اور بابرکت سرزمین ہے جہاں متعدد انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں، جہاں ان پر اللہ کی وحی اترتی رہی اور جہاں ان انبیاء کرام نے علم توحید بلند کیا ہے اور دین اسلام کی طرف اپنی اپنی قوموں کو دعوت دیتے رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عراق چھوڑ کر اسی سرزمین کی طرف ہجرت کی، حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اسی سرزمین پر فریضہ دعوت و تبلیغ سرانجام دیا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے عزیز مصر بننے کے بعد آپ کا پورا گھر انہیں پہلے مصر پھر بنی اسرائیل کے ساتھ فلسطین تشریف لے آئے۔ حضرت موسیٰ، حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے بھی اللہ کے حکم سے اسی سرزمین کی طرف ہجرت کی، اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام کی اقتدا فرمائی الغرض کسی بھی لحاظ سے فلسطین کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فلسطین کی تاریخی حیثیت کو واضح کیا جائے تاکہ فلسطین کی تاریخی اہمیت بھی ہمارے سامنے آشکار ہو جائے، اسی ضرورت کے تحت یہ مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔

* PHD Research Scholar, Institute Of Islamic Studies and Shariah, MY University Islamabad.

فلسطین کے تاریخی نام

فلسطین کا تاریخی نام "کنعان" (Kinahi)، یا "کیناہنا" (Kinahnha) ہے۔ فلسطین کے اس قدیم نام کی طرف پہلا اشارہ "تل الامرہ" کی کھدائی کے دوران پایا گیا، اس کھدائی سے مزید یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ نام ان شہروں کے لئے استعمال ہوتا تھا جو نہر اردن کے مغرب میں واقع ہیں۔ ڈی ایل کارنیو کہتے ہیں: "کنعانی ہی ہمیشہ سے فلسطین کے باشندے رہے ہیں، کنعان کا نام ہی بعد میں فلسطین رکھا گیا ہے۔" ایک روایت کے مطابق اس کا قدیم نام "ایلیا کاپی تولی نا" سے ہے، جس کا پہلا جز "ایلیا" کی شکل میں عربی میں محفوظ رہا ہے۔ کعب کی سند سے روایت کی جاتی ہے کہ اس شہر کا نام ایلیا اس لئے ہوا ہے، کہ اسے عورت ایلیا نے آباد کیا تھا، ایک اور جگہ لکھا ہے کہ ایلیا کے معنی بیت اللہ کے ہیں، ایک روایت میں یہ بھی نقل ہے کہ یہ اپنے بانی ایلیا کے نام پر ہے جو روم بن سام بن نوح کا بیٹا تھا۔ ایک روایت کے مطابق فلسطین کا لفظ عربی زبان کے لفظ فلاسٹن سے ہے، جبکہ یونانیوں کے ہاں فلاسٹین کا لفظ فلسطیہ سے ماخوذ ہے یہ نام یونانی مصنفوں نے فلسطیوں کی سرزمین کو دیا ہے جس نے بارہویں صدی قبل مسیح میں جدید تل ایب، یافو اور غزہ کے درمیان جنوبی ساحل پر ایک چھوٹی سی زمین پر قبضہ کیا تھا، ایک روایت کے مطابق فلسطین کی اصطلاح اس چھوٹے سے خطے کے ساتھ متنازعہ طور پر منسلک رہی ہے جس پر زور دے کر بعض لوگوں نے اردن کو بھی شامل کیا ہے۔ محمد اسحاق زاہد رقمطراز ہیں۔

"ماضی میں فلسطین ملک شام ہی کا حصہ شمار ہوتا تھا"¹

حافظ نذر احمد نیکینوی رقمطراز ہیں۔

"فلسطین کو قدیم زمانہ میں کنعان بھی کہتے تھے اور ایک عرصہ تک یہ شام ہی کا حصہ تھا"²۔

فلسطین کی تاریخ

فلسطین طوفان نوح کے بعد نسل انسانی کا پہلا معلوم مسکن جزیرۃ العرب تھا، جہاں سے ہجرت کر کے سامی قبائل شاخ در شاخ مشرق اوسط میں آباد ہوئیں۔ حضرت نوح کی اولاد یافث، حام اور سام کا تعلق یہیں سے تھا۔ حام کی اولاد بنو کوش، مصرائیم، کنعان اور فوطیا سام کے پانچ بیٹے عیلام، آشور، ارتختد، لود اور ارم یہیں سے نکل کر نسل در نسل پھیلتی چلی گئی۔ بنو کوش حبشہ جا کر آباد ہوئے ان سے سبا، حوکیہ کی نسل چلی۔ بابل کا مشہور بادشاہ نمرود بھی اسی خاندان سے تھا، مصرائیم کی اولاد مصر جا کر آباد ہوئی جن سے ابتدائی فلسطین کا خاندان آباد ہوا، کنعان کی اولاد شام میں آباد ہوئی³۔

فلسطین میں انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد

ارض فلسطین ہر لحاظ سے مقدس و محترم ہے اور اسے ہر اعتبار سے برتریت حاصل ہے کیونکہ کثیر تعداد میں انبیاء کرام علیہم السلام یہاں مبعوث ہوئے۔ فلسطین کی تاریخی حیثیت انبیاء کرام علیہم السلام کے حوالے سے واضح کرنے کے لئے چند برگزیدہ ہستیوں کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

اس ارض مقدس فلسطین میں سب سے پہلے جو نبی تشریف لائے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً 2000 سال قبل "اُر" میں پیدا ہوئے⁴۔ آپ علیہ السلام جس قوم میں پیدا ہوئے وہ مشرک اور بت پرست تھی، آپ نے

ان کو وعظ و نصیحت کی، ڈرایا دھمکایا لیکن قوم نے آپ کی دعوت کو ٹھکرادیا، آپ علیہ السلام نے اپنے علاقے کو چھوڑ دیا اور جو لوگ آپ پر ایمان لا چکے تھے یعنی آپ کی زوجہ حضرت سارہ علیہا السلام آپ کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی اہلیہ ان تینوں کو ساتھ لیا اور فلسطین آ گئے⁵۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر 60 سال ہوئی تو حضرت اسحاق علیہ السلام کے ہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اور عیسو دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کا عبرانی میں نام اسرائیل تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے لیکن آپ کو سب سے زیادہ محبت حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی، جب حضرت یوسف علیہ السلام آپ سے جدا ہوئے تو شب و روز بیٹے کی جدائی میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی بینائی چلی گئی، آخر جب حضرت یوسف علیہ السلام کا پتا چلا تو آپ اپنے بیٹوں، پوتوں اور تمام اہل و عیال کو لے کر مصر چلے گئے، آپ وہاں 70 سال رہے اور 147 سال کی عمر میں وفات پائی، نقش مبارک کنعان لائی گئی اور وہاں کے قبرستان میں دفن کر دی گئی جو کہ حبرون میں ہے اور اسے عام طور پر "الجلیل" کہتے ہیں (یہ فلسطین کے مشہور شہر ہیں)⁶۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں حقیقی بھائی تھے، حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے⁷۔ آپ بنی اسرائیل کی طرف نبی مبعوث ہوئے۔ اللہ کے حکم سے آپ نے فرعون اور آل فرعون کو دعوت دین دی لیکن وہ آپ کی اس دعوت کو جھٹلاتے رہے یہاں تک آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ آپ اپنی قوم کو دین کی دعوت دیتے رہے اور فرعون سے نجات دینے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ آپ اپنی قوم کو لے کر مصر روانہ ہو جائیں، جب فرعون نے آپ کا پیچھا کیا تو اللہ نے اسے دریا میں غرق کر دیا۔ آپ علیہ السلام دریا پار کر کے وادی تیہ میں داخل ہو گئے۔ جب قوم نے وہاں جا کر سکون کا سانس لیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا:-

"يَقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ"⁸

ترجمہ:- "اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے۔"

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

بنی اسرائیل حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں ارض مقدس پر قابض ہو گئے تو وہاں سے فلسطین میں عبرانی دور کا آغاز ہوا۔ ارض مقدس کو فتح کرنے کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام بنی اسرائیل کی تربیت اور ان کو تورات کی تعلیمات سے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک روشناس کراتے رہے⁹۔

حضرت شمویل علیہ السلام

حضرت موسیٰ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد تقریباً ساڑھے تین سو سال تک بنی اسرائیل میں نہ تو کوئی بادشاہ پیدا ہوا اور نہ ہی پوری قوم کا کوئی ایک سردار تھا، خاندانوں اور قبائل میں سردار حکومت کرتے تھے اور ان کے جھگڑوں اور معاملات کے فیصلے قاضی انجام دیتے تھے، ان قاضیوں میں سے اللہ تعالیٰ نے بعض کو نبوت سے بھی نوازا، ان میں سے ایک حضرت شمویل علیہ السلام بھی تھے¹⁰۔

حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ آپ کا اصل وطن لحم تھا جو یروشلم سے دس میل دور جنوب میں واقع ہے۔ آپ نے فلسطینی سردار جالوت کو قتل کر کے بنی اسرائیل کو ایک بہت بڑے خطرے سے نجات دلائی، اس شجاعت و بہادری کے باعث آپ کو بنی اسرائیل میں بہت ناموری حاصل ہوئی، آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ منتخب ہو گئے، تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی سلطنت خلیج عقبہ سے مشرق میں دریائے فرات اور شمال میں دمشق تک پھیل گئی۔ آپ علیہ السلام نے 70 برس کی عمر پائی اور یروشلم میں آپ کو دفن کیا گیا¹¹۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے، جو بادشاہت کے زمانے میں یروشلم میں پیدا ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے یروشلم کی بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے بھی نواز¹²۔

فلسطین کی شرعی حیثیت از روئے قرآن

ارض مقدس فلسطین کا مسلمانان عالم سے بہت گہرا تعلق ہے، اس کی تقدیس محض قبلہ اول ہونے کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ یہ سرزمین کئی برگزیدہ انبیاء کرام علیہ السلام کی آرام گاہ بھی ہے۔ متعدد قرآنی آیات اور ان کی تفسیر میں اس ارض مقدس فلسطین کی فضیلت بیان کی گئی ہے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:-

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ۙ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ
بَرَكْنَا حَوْلَہٗ" ¹³

ترجمہ: "پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصا (بیت المقدس) تک جس کے گرد گردہم نے برکت رکھی"۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:-

"وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗ ۙ اٰیَۃً وَّاَوْیْنٰهُمَا اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ" ¹⁴

ترجمہ: "اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی کیا اور انہیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین جہاں بسنے کا مقام اور

نگاہ کے سامنے بہت پانی"

آیت مذکورہ میں ٹیلہ سے مراد کونسی جگہ ہے اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ قتادہ اور ضحاک نے اس بیت المقدس مراد لیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

"وَالْبَلَدِیْنِ وَالزَّیْتُوْنَ وَطُورِ سِیْنِیْنِ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ" ¹⁵

ترجمہ: "انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی"

حافظ ابن کثیر نے ان آیات کی تفسیر میں بعض آئمہ کرام سے نقل کیا ہے کہ یہ دراصل تین مقامات مقدسہ کی قسم ہے، جہاں اللہ نے تین اولوالعزم پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے۔ پہلا مقام وہ ہے جہاں انجیر اور زیتون کی پیداوار ہوتی ہے وہ ہے بیت المقدس جس میں حضرت عیسیٰ مبعوث ہوئے، دوسرا

مقام طور سینا ہے جہاں حضرت موسیٰ کو نبوت عطا ہوئی ہے، تیسرا مقام مکہ مکرمہ جہاں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی ہے¹⁶۔

فلسطین کی شرعی حیثیت از روئے حدیث

ارض فلسطین اور اس کا قرب وجوار متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کی توجہ کا مرکز رہا ہے، جنہوں نے علم توحید کو بلند کرتے ہوئے اپنی اپنی قوموں کو دین الہی کی طرف دعوت دی۔ یہاں تک کہ نبوت کے سلسلے کی آخری کڑی جناب رسول اللہ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی سیر کرائی اور مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کو آپ ﷺ کی اقتدا میں جمع کر دیا۔ آپ ﷺ نے متعدد احادیث مبارکہ میں مسجد اقصیٰ اور ارض مقدس کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:-

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِأَيْلِيَاءَ"¹⁷

"حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے انھیں کوئی چیز لوٹانہ سکے گی یہاں تک کہ وہ بیت المقدس پر جا کر نصب ہو جائیں گے۔"

ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:-

"عن ميمونة مولاة النبي صلى الله عليه وسلم، قالت: قلت: يا رسول الله، افتنا في بيت المقدس، قال:

"ارض المحشر والمنشر، اتوه فصلوا فيه، فإن صلاة فيه كالف صلاة في غيره"، قلت: ارايت إن لم استطع ان اتحمل إليه، قال: "فتهدى له زيتا يسرج فيه، فمن فعل ذلك فهو كمن اتاه"¹⁸

ترجمہ: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: "اللہ کے رسول! ہم کو بیت المقدس کا مسئلہ بتائیے،" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ تو حشر و نشر کی زمین ہے، وہاں جاؤ اور نماز پڑھو، اس لیے کہ اس میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز کی طرح ہے" میں نے عرض کیا: اگر وہاں تک جانے کی طاقت نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو تم تیل بھیج دو جسے وہاں کے چراغوں میں جلایا جائے، جس نے ایسا کیا گویا وہ وہاں گیا۔"

فلسطین کا محل وقوع

فلسطین تینتیس صدیاں پرانا شہر ہے، اس نے قدرت اور انسان کے ہاتھوں تکلیفیں ہی تکلیفیں برداشت کی ہیں، یہ مقدس شہر کئی بار اجڑا اور آباد ہوا ہے، کئی مرتبہ زلزلوں سے کھنڈرات میں تبدیل ہوا ہے۔ یہ شہر دنیا کی تاریخ میں اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے عجیب ترین ہے اور ڈھلوان پہاڑی پر واقع ہے، جو جزیریل کی زرخیز زمین سے لے کر ادومیا (عقبہ) تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی حیثیت ایک جزیرہ نما

فلسطین: تاریخی تناظر میں تحقیقی جائزہ

کی سی ہے جو جنوب مشرقی کونے کے علاوہ پہاڑیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے، دو پہاڑیاں ہیں ایک موریہ اور دوسری زیتون ہے۔ زیتون کی پہاڑی بحیرہ روم کی سطح سے 2600 فٹ اور بحیرہ مردار سے 3500 فٹ بلند ہے۔ چلی پہاڑی موریہ سطح سمندر سے 2440 فٹ بلند ہے۔ بحیرہ روم یہاں سے 33 میل اور بحیرہ مردار 10 میل ہے۔ اس سطح مرتفع میں کئی جگہوں پر چونے کا پتھر عام ہے¹⁹۔ حافظ نذر احمد لکھتے ہیں:- موجودہ فلسطین کا علاقہ 1429 مربع میل ہے، فلسطین کے شمال میں شام و لبنان کے علاقے ہیں، جنوب میں بحیرہ روم ہے، جس کے ساحل پر یافا، بیروت اور تل ابیب وغیرہ مشہور شہر ہیں۔ جنوب مغرب میں مصر اور صحرائے سینا ہے، جنوب مشرق میں شرق اردن ہے اور مشرق بحر لوط اور بحر الیت ہے۔ اس علاقے کا کثیر حصہ پہاڑی ہے لیکن پہاڑ زیادہ بلند نہیں ہیں۔ فلسطین میں دن کی لمبائی دس سے 14 گھنٹے تک کی ہوتی ہے، درجہ حرارت سالانہ اوسطاً 70 ڈگری ہوتا ہے اور بارش تقریباً 28 انچ تک سالانہ ہوتی ہے²⁰۔ ایک روایت کے مطابق محل وقوع کے اعتبار سے فلسطین براعظم ایشیاء کے مغرب میں بحر متوسط کے جنوبی کنارے پر واقع ہے، اس علاقے کو آجکل مشرق وسطیٰ بھی کہا جاتا ہے، اس کے شمال میں لبنان اور جنوب میں خلیج عقبہ واقع ہے، جنوب مغرب میں مصر اور مشرق میں شام اور اردن سے اس کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں جبکہ مغرب میں بحر متوسط کا طویل ساحل ہے۔ فلسطین کا رقبہ حنفہ اور غزہ سمیت 27000 کلومیٹر پر مشتمل ہے²¹۔ مسجد اقصیٰ کے امام ڈاکٹر شیخ محمود الصیام کہتے ہیں:- "فلسطین جسے بلاد الشام کے نام سے جانا جاتا ہے، عالم عرب کے جنوب مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کے شمال مغرب میں لبنان کی 79 کلومیٹر لمبی سرحدیں ہیں، شمال مشرق میں شام کی 70 کلومیٹر دراز سرحدیں، بلکل مشرق میں اردن اپنی 360 کلومیٹر سرحدوں سے گھیرے ہوئے ہے تو جنوب میں صحراء سینا 240 کلومیٹر تک دراز ہے اور 250 کلومیٹر تک بحر ابیض مغرب سے احاطہ کیے ہوئے ہے، فلسطین کا رقبہ 27009 کلومیٹر پر محیط ہے"²²۔

فلسطین کے اہم شہر

فلسطین اگرچہ ایک چھوٹا سا ملک ہے مگر بعض تاریخی، مذہبی اور جغرافیائی وجوہات کی بنا پر بڑی اہمیت کا حامل ہے، اور دنیا کے تمام علاقوں میں رقبہ کے اعتبار سے اس میں آبادی کا تناسب زیادہ ہے 1948ء میں یہاں تقریباً 27 شہر، 935 گاؤں اور بہت سارے قبائل آباد تھے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر فلسطین کے اہم تاریخی شہروں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نابلس

غرب اردن کے شمالیہ شہروں میں نابلس ایک اہم ترین اور بڑا شہر ہے، یہ شہر بیت المقدس اور مغربی پٹی کے شمال میں دو پہاڑوں (عیسال اور جرزیم) کے درمیان واقع ہے جس کا رقبہ 605 مربع کلومیٹر ہے۔ اس شہر کو صحابی رسول ﷺ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا تھا۔ فلسطینی آبادی اس شہر کے 72 فیصد علاقے پر آباد ہے۔

القدس

4500 سال پہلے کنعانیوں اور یہوسیوں نے اس شہر کو آباد کیا تھا، یہ فلسطین کا مرکزی اور اہم تاریخی شہر ہے۔ زمانہ قدیم سے یہ شہر فلسطین کا دارالسلطنت اور تاریخی و ثقافتی مرکز کی حیثیت سے معروف رہا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک مکہ و مدینہ کے بعد یہ تیسرا اہم شہر ہے، اس شہر میں مسلمانوں کا قبلہ اول واقع ہے جس کی وجہ سے اس کو یہ مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ یہ دنیا کا واحد شہر جسے یہودی، عیسائی اور مسلمان تینوں مذاہب مقدس مانتے ہیں²³۔

غزہ

یہ شہر فلسطین کے جنوب میں واقع ہے، مصر، فلسطین اور جزیرۃ العرب کے درمیان تجارتی مرکز اور گزرگاہ ہونے کی وجہ سے یہ شہر کافی ممتاز رہا ہے۔ اس کا رقبہ 17 مربع میل (45 کلو میٹر) ہے۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہاشم بن عبد مناف کا اسی شہر میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہیں، اسی لئے اس کا نام "غزۃ ہاشم" رکھا گیا ہے²⁴

الخلیل

یہ شہر مغربی پٹی اور بیت لحم کے جنوب میں واقع ہے، اس کو جبرون بھی کہتے ہیں۔ یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام اور اب ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام اسی شہر میں مدفون ہیں۔ اس شہر کا رقبہ 74 کلو میٹر ہے۔

بیت لحم

یہ شہر بیت المقدس کے جنوب میں واقع ہے، اس شہر میں وہ چرچ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی، اس چرچ کا نام المجد ہے۔ بیت لحم کا کل رقبہ 659 مربع کلو میٹر ہے۔

عسقلان

یہ شہر بیت المقدس سے 65 کلو میٹر مغرب میں واقع ہے۔ یہ وہ قدیم شہر ہے جس کو کنعانیوں نے آباد کیا تھا، عسقلان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:-

"عن عباس ، قال رسول الله ﷺ وإن افضل رباطكم عسقلان"²⁵

"سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شام کا ساحلی شہر عسقلان کا رباط سب سے افضل ہے۔"

لد

یہ شہر فلسطین کا پرانا اور تاریخی شہر ہے، بیت المقدس سے 38 کلو میٹر دور شمال کی جانب واقع ہے۔ اس شہر میں 1937ء کو اسرائیلی دار الحکومت تل ابیب کے قریب بن گوریاں انٹرنیشنل ایئر پورٹ قائم ہوئی ہے۔ ایک صحیح حدیث شریف کے مطابق دجال لد کے دروازے کے قریب حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں سے قتل کیا جائے گا۔ آجکل اس ایئر پورٹ کو شہر کا دروازہ سمجھا جاتا ہے²⁶۔

فلسطین میں تاریخی آباد کاریاں

فلسطین میں آباد مختلف اقوام اور لوگوں کا جب ہم تاریخی اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں تو پھر ہم انہیں دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ان میں سے ایک حصہ خانہ بدوشوں کا ہے اور دوسرا حصہ جو مستقل وہاں کے رہائشی تھے۔ ارض فلسطین میں مستقل رہائش پذیر لوگوں کا پیشہ زراعت تھا ان کی قدیم زبان رومی تھی جس میں عربی کا امتزاج کافی حد تک تھا بڑے بڑے شہروں کی آبادی مخلوط رہی ہے جس میں زیادہ عنصر عربوں کا رہا ہے۔ دوسرا حصہ جو خانہ بدوشوں کا ہے اس میں بعض برگزیدہ ہستیوں اور انبیاء نے بھی اپنی اپنی اقوام کے ساتھ ان علاقوں کی طرف نقل مکانی کی ہے، جیسا کہ "یہود اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کہ 1800 ق م سے 1500 ق م کے درمیان جنوب مشرقی بغداد میں رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں کنعان میں قیام پذیر ہونے کو کہا جو کہ موجودہ اسرائیل ہے وہاں پر انہوں نے عبرانیوں کو پایا"²⁷۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مصریوں سے نجات دلانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا

فلسطین: تاریخی تناظر میں تحقیقی جائزہ

پھر آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ:- "وہ بنی اسرائیل کو اریحا (جبارین کے شہر) کی طرف لے جائیں جو کے ارض مقدس ہے" ²⁸۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ

"جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ارض مقدس کی طرف لے کر آئے تو وہاں کنعانیوں کا قبضہ تھا (یعنی وہ وہاں کے رہائشی تھے)" ²⁹۔ ایک اور روایت کے مطابق :- "جب بنی اسرائیل یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں ارض مقدس کی بستی "اریحا" میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں عمالقہ قوم آباد تھی" ³⁰

شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا کے مطابق :- "حضرت داؤد علیہ السلام نے شہر مقدس پر 33 سال حکومت کی، آپ نے اسے حکومت کا نیا دارالسلطنت مقرر کرنے کا ارادہ فرمایا آخر کار کنعانیوں کا قدیم جیوس بنی اسرائیل کا مرجع و ماویٰ قرار پایا، یہ شہر نہایت ہی محفوظ مقام پر واقع تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے اپنا دارالسلطنت قائم کر کے اس کا نام یروشلم رکھا" ³¹۔ ورلڈ انسائیکلو پیڈیا کے مطابق :- "حضرت سلیمان علیہ السلام جب برسر اقتدار آئے تو انہوں نے سلطنت داؤد علیہ السلام کو مزید استحکام بخشا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت المقدس کی تعمیر کا کام شروع کیا جہاں حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا مختصر معبد تعمیر کیا تھا اس جگہ کو بیت المقدس کی تعمیر کے لئے تجویز کیا گیا اس شاندار عبادت گاہ کو ہیکل سلیمانی کہا جاتا ہے" ³²۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ارض مقدس میں آباد بنی اسرائیل کے قبائل منتشر ہو گئے اور انہوں نے اخلاقی پستی، جھوٹ، فریب، ظلم و سرکشی اور فساد و فتنہ انگیزی کو اپنا شعار بنا لیا یہاں تک کے شرک اور بت پرستی کی لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ 638ء میں مسلمانوں نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو یہودیوں کو اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مذہبی رسومات کی اجازت بھی مل گئی اور ان کے ساتھ دوستانہ سلوک روار کھا گیا۔

اعداد و شمار کے لحاظ سے تاریخی آبادی

تاریخی طور پر اعداد و شمار کے لحاظ سے فلسطین کی آبادی کا تذکرہ کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ یہودی آباد کاری کو مد نظر رکھا گیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے ³³۔

بیت المقدس میں یہودی آبادی تاریخ کے آئینے میں

سال	تعداد	سال	تعداد
636ء	ایک یہودی نہیں	1922ء	33970 یہودی خاندان
1267ء	2 یہودی خاندان	1931ء	51222 یہودی خاندان
1560ء	115 یہودی خاندان	1944ء	97000 یہودی خاندان
1670ء	150 یہودی خاندان	1967ء	197705 یہودی خاندان
1838ء	3000 یہودی خاندان	1975ء	259400 یہودی خاندان
1844ء	7120 یہودی خاندان	1985	277000 یہودی خاندان
1876ء	12000 یہودی خاندان	1993ء	406400 یہودی خاندان
1896ء	28122 یہودی خاندان	1998ء	420000 یہودی خاندان

ایک اور تاریخی رپورٹ کے مطابق 23 اپریل 1922ء کے حساب سے تقریباً مندرجہ ذیل آٹھ لاکھ افراد آباد تھے ³⁴۔

6,00,000	مسلمان
73000	عیسائی
83000	یہودی
7000	دروزی
150	سماری
250	بہائی
9,00,000	1926ء میں مجموعی آبادی
528702	1944ء میں یہودی آبادی

ارض مقدس فلسطین میں یہودی کی بڑھتی ہوئی آبادی کا اندازہ اس تاریخی رپورٹ سے بھی کیا جاسکتا ہے جو کہ ذیل میں پیش کی جا رہی ہے³⁵۔

46 ہزار	1915ء میں یہودی کی کل تعداد
3794 ہزار	1922ء میں یہودی کی کل تعداد
308000 لاکھ	1935ء میں یہودی کی کل تعداد
325000 لاکھ	1937ء میں یہودی کی کل تعداد
528702 لاکھ	1944ء میں یہودی کی کل تعداد

فلسطین میں حکومت کرنے والی مختلف قوموں کے دور اقتدار کا توضیحی خاکہ³⁶

تاریخ	حکومت کا زمانہ	نظام حکومت
1004-586 ق، م	418 سال	بنی اسرائیل کی حکومت
586-539 ق، م	47 سال	عراقی حکومت
539-332 ق، م	207 سال	ایرانی (فارسی) حکومت
332-63 ق، م	26 سال	اغریقی حکومت
63-636 ق، م	699 سال	رومانی حکومت
636-1948 صلیبی دور حکومت 91 سال چھوڑ کر	1200 سال سے زائد	اسلامی حکومت

ارض فلسطین کے مشائخ کرام

فلسطین کی سرزمین پر علمی سرگرمیوں کا آغاز اس وقت ہوا جب اصحاب الرسول ﷺ یہاں تشریف لائے اور انہوں نے دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ اہل شام فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اور ان سے کسب فیض کیا، چونکہ مسجد اقصیٰ کا مسلمانوں کے دلوں میں ایک مقام و مرتبہ رہا ہے اس لئے بھی یہ سرزمین بہت سارے علمائے کرام کی آماجگاہ رہی ہے۔ لہذا ذیل میں ان مشائخ کرام کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو اس مبارک سرزمین پر پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے علمی دنیا میں شہرت پائی ہے۔

رجاء بن حیوۃ الکندی

حضرت رجا بن حیوۃ مشہور تابعی ہیں، آپ نے 112 ہجری میں وفات پائی ہے۔ آپ کا تعلق ارض فلسطین سے تھا، آپ حدیث اور فقہ دونوں میں یکساں کمال رکھتے تھے۔ آپ نے عبد اللہ بن عمرؓ، بن العاص، عدی بن عمیرہ، عبادہ بن صامتؓ، عبد الرحمن بن غنم، معاویہ بن ابی سفیان، ابودرداء، ابوسعید خدریؓ، ابوامامہ، مسور بن مخزومہ، قبیصہ بن ذویب، ابوصالح السمان اور دراد کاتب وغیرہ سے سماع حدیث کیا تھا اور عدی بن عدی، ابن عجلان، ثور بن یزید ابن عون، مطر الوراق، زہری، محمد بن جادہ اور حمید الطویل وغیرہ آپ کے زمرہ تلامذہ میں ہیں³⁷

امام محمد بن ادریس الشافعی

امام محمد بن ادریس الشافعی 128 گست 767ء کو فلسطین کے مشہور شہر غزہ میں پیدا ہوئے۔ چار فقہی مذاہب میں سے شافعی مذہب کی نسبت آپ ہی کی طرف ہوتی ہے۔ آپ نے 7 برس کی عمر قرآن حفظ کر لیا اور 10 برس کی موطا امام مالک کو حفظ کر لیا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے کبھی کسی شخص اپنی بڑائی یا اظہار فضیلت کی بنا پر مباحثہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق کا مقصد سامنے رہا، جھوٹ سے سخت نفرت تھی، میں مدت العمر میں نہ کبھی جھوٹی بات کہی نہ کبھی کسی معاملے جھوٹی یا سچی قسم اٹھائی³⁸۔

فاتح اندلس موسیٰ بن نصیر

فاتح اندلس موسیٰ بن نصیر کا تعلق بھی فلسطین سے ہی تھا۔ آپ التخلیل میں پیدا ہوئے اور شمالی افریقہ کے گورنر کے طور پر خدام سرانجام دیتے رہے ان کی دعوت پر جو لوگ مسلمان ہوئے یا اسلامی لشکر کے کمانڈر بنے ان میں طارق بن زیاد سر فہرست ہیں³⁹۔ موسیٰ بن نصیر اچھے جرنیل ہی نہیں بہت اچھے منتظم بھی تھے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ مبلغ اور مصلح تھے۔ موسیٰ بن نصیر افریقہ پہنچے تو انہوں نے قبائل میں گھل مل کر انہیں یقین دلایا کہ مسلمان کی حیثیت سے ان میں اور موسیٰ میں کوئی فرق نہیں اور وہ انہیں میں سے ہیں۔

امام ابن قدامہ المقدسی

امام ابن قدامہ المقدسی کی ولادت 541 ہجری شعبان کے مہینہ میں نابلس میں ہوئی (یہ فلسطین کا ایک تاریخی شہر ہے)۔ آپ انتہائی پرہیزگار زاہد اور متقی تھے، آپ کی شخصیت انتہائی پرہیز و پروقاہ تھی شب و روز کے بیشتر اوقات آپ کے علم و عمل میں صرف ہوتے تھے۔ مناظرہ میں انتہائی قوی الجہت تھے اپنے مد مقابل پر جلد دلیل و برہان کے ساتھ غالب آجاتے۔ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: امام اوزاعی کے بعد شیخ موفق الدین سے بڑا کوئی فقیہ نہیں آیا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں: یہ شیخ الاسلام تھے بہت بڑے امام اور عالم تھے، تمام علوم میں ماہر اور متقن تھے، ان کے دور میں اور ان کے دور سے ایک عرصہ قبل تک ان سے بڑا کوئی فقیہ عالم نہیں دیکھا گیا⁴⁰۔

الحافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی المقدسی

حافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی المقدسی کی ولادت بیت المقدس کے خطہ نابلس میں جماعیل کے اندر 541 میں ہجری میں ہوئی۔ آپ ابتدا ہی میں طلب علم میں مشغول ہو گئے تھے، آپ نے اپنے علاقہ کے کبار علما اور شیوخ سے علم حاصل کیا، دمشق کے شیوخ اور علما کے سامنے زانوئے تلمذ ہوئے، ان سے فقہ اور دوسرے علوم کو حاصل کیا۔ 561 ہجری میں آپ بغداد گئے، وہاں شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس تقریباً 4 سال تک قیام کیا۔ ابن کثیر ہیں آپ نے حدیث بڑی کثرت سے بیان کی ہیں اور اس فن میں بڑی اچھی اور عمدہ کتب تصنیف کی ہیں۔

ضیاء المقدسی کہتے ہیں کہ میں نے جن محدثین کو دیکھا ہے سب ہی کہتے تھے ہم نے حافظ عبد لغنی حبیب کوئی آدمی نہیں دیکھا⁴¹۔

نتائج

فلسطین ایک تاریخی علاقہ ہے جس کی طرف مختلف انبیائے کرام علیہم السلام نے اللہ کے حکم سے خود بھی ہجرت کی ہے اور اپنی اپنی اقوام کو بھی وہاں آباد کیا ہے۔ تاریخ میں اس مقدس سرزمین پر ہزاروں اتار چڑھاؤ آئے ہیں، کئی ظالم و جابر بادشاہوں نے اس مقدس سرزمین کے تقدس کو پامال کیا ہے اور کئی برگزیدہ ہستیوں نے دنیا کے سامنے اس کی اہمیت و فضیلت کو تفصیلاً واضح کیا ہے۔ دنیا کی مختلف غیر مسلم اقوام یہ ثابت کرنا چاہتی ہیں کہ وہ اس علاقے کی حقیقی مالک اور رہائشی تھے لیکن تاریخ نے ان کے اس دعوے کو غلط ثابت کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ یہ علاقہ عربوں کی ہی ملکیت تھا، انہوں نے ہی اسے آباد کیا ہے، وہ ہی یہاں کے رہائشی تھے اور ان میں اکثریت توحید کی علمبردار تھی۔

سفارشات

عصر حاضر میں آئے روز اہل کفر کی طرف سے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و جبر کی جو داستانیں دیکھنے اور سننے میں آتی ہیں دل خون کے آنسو روتا ہے لہذا وقت کا تقاضا یہ ہے کہ یہود کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے قلم و قسط اس کا سہارا لیا جائے اور دنیا کے سامنے حقیقت کو بیان کیا جائے، ذیل میں چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں جن پر کام وقت کی ضرورت ہے۔

- i. فلسطین سے تعلق رکھنے والے مسلمان اور غیر مسلم مؤرخین
- ii. فلسطین سے تعلق رکھنے والے مسلمان اور غیر مسلم سائنسدان
- iii. فلسطین سے تعلق رکھنے والے محدثین کرام اور ان کی خدمات

حواشی و حوالہ جات

- ¹ محمد اسحاق زاہد، فضیلت بیت المقدس اور فلسطین و شام (لاہور: دار السلام، 2002ء) 18۔
- ² منذر احمد گینوی، ارض مقدس (لاہور: راحت پبلیکیشنز، سن 19)۔
- ³ سید حبیب الحق ندوی، فلسطین اور بین الاقوامی سیاسیات (کراچی: مشرق پریس، 1976ء) 35۔
- ⁴ شیخ غلام علی سنز، انوار انبیاء (لاہور: ادارہ تصنیف و تالیف، غلام علی پرنٹرز، 1985ء) 46۔
- ⁵ شیخ غلام علی سنز، انوار انبیاء، 54۔
- ⁶ قاری شریف احمد، تذکرۃ الانبیاء (کراچی: مکتبہ رشیدیہ، 1988ء) 357، 358۔
- ⁷ ڈاکٹر ذوالفقار کاظم، انبیاء کرام علیہم السلام کا انسائیکلو پیڈیا (دہلی: فرید بک ڈپو، 2006ء) 532۔
- ⁸ القرآن 5:21۔
- ⁹ وکٹوری مارسڈن، وثائق یہودیت، مترجم۔ محمد یحییٰ خان (نیو دہلی: ہمارا پبلشرز، 2005ء) 22۔
- ¹⁰ رابرٹ وین ڈی ویر، یہودیت، مترجم۔ ملک اشفاق (لاہور: بک ہوم، 2009ء)۔
- ¹¹ شیخ غلام علی سنز، انوار انبیاء، 102، 109۔
- ¹² ایضاً

- ¹³ القرآن 17:1
- ¹⁴ القرآن 50:23
- ¹⁵ القرآن 95:1
- ¹⁶ حافظ حماد ابن کثیر، مترجم۔ محمد جونا گڑھی، تفسیر ابن کثیر (لاہور: مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز، 2009ء)۔6۔
- ¹⁷ احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام محمد بن حنبل (قاہرہ: 1995ء)، حدیث 8:8760۔
- ¹⁸ ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی الصلوٰۃ فی مسجد بیت المقدس (لاہور: مکتبہ دار السلام، س ن)، حدیث 2:1407۔
- ¹⁹ ممتاز لیاقت، تاریخ بیت المقدس (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، س ن)۔19۔
- ²⁰ حافظ نذر احمد، ارض مقدس (لاہور: راحت پبلیکیشنز، س ن)۔19۔
- ²¹ ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 9-10، جلد: 94، اکتوبر 2010ء
- ²² محسن عثمان ندوی، مصر و شام و فلسطین خون سے لالہ زار (نئی دہلی: قاضی پبلشرز، 2013ء)۔74۔
- ²³ James Carroll "Jerusalem, Jerusalem" Houghton Mifflin Harcourt Publishing Company. 2013, P:181.187
- ²⁴ عنایت اللہ وانی ندوی، بیت المقدس اور فلسطین حقائق و سازشوں کے آئینے میں (لکھنؤ: ابوالحسن ندوی انسٹی ٹیوٹ، 2016ء)۔23۔
- ²⁵ محمد ناصر الدین البانی، سلسلہ احادیث صحیحہ، مترجم۔ محمد محفوظ احمد، کتاب الخلافۃ والبیعة والطاعة والامارة، باب قیادت المسلم (لاہور: انصار السنۃ پبلیکیشنز، س ن)، حدیث 2:1392۔
- ²⁶ حماد الدین، مسئلہ فلاطین اور اس کے ممکنہ حل کی تلاش (کراچی: وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون سائنس و ٹیکنالوجی، 2020ء)۔41۔
- ²⁷ World Book Encyclopedia, 2000, Vol 2, p. 120
- ²⁸ ابی الحسن علی بن ابی اکرم المعروف ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1978ء)۔140:1۔
- ²⁹ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ 136:1۔
- ³⁰ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ 144:1۔
- ³¹ سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا (کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن، س ن)۔410۔
- ³² World Book Encyclopedia, 2000, Vol 2, p. 12
- ³³ محمد اسحاق زاہد، فضیلت بیت المقدس اور فلسطین و شام، 105۔
- ³⁴ حافظ نذر احمد، ارض مقدس، 21۔
- ³⁵ حافظ نذر احمد، ارض مقدس، 83۔
- ³⁶ عنایت اللہ وانی ندوی، بیت المقدس اور فلسطین حقائق و سازشوں کے آئینے میں، 57۔
- ³⁷ احمد بن علی بن حجر شہاب الدین عسقلانی، تہذیب التہذیب (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2004ء)۔3:265۔
- ³⁸ اختر الواسع، محمد فہیم اختر ندوی، فقہ اسلامی تعارف اور تاریخ (لاہور: مکتبہ قاسم العلوم، 2011ء)۔124۔
- ³⁹ محمد اسحاق زاہد، فضیلت بیت المقدس اور فلسطین و شام، 34۔
- ⁴⁰ موفق الدین ابن قدامہ مقدسی، مترجم۔ عبد الجلیل، لمعة الاعتقاد (ممبئی: الدار السلفیہ، س ن)۔14۔
- ⁴¹ حافظ عبد الغنی المقدسی، مترجم۔ فیض اللہ ناصر، عمدة الاحکام من کلام خیر الانام (لاہور: انصار السنۃ پبلیکیشنز، س ن)۔13۔